بسم الله الرحمن الرحيم

دعائے امام زمانہؑ

اَللّٰھُمَّ کُنۡ لِوَلِیِّكَ الۡحُجَّةِ بۡنِ الۡحَسَنِ

صَلَوَاتُكَ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آبَائِهٖ فِیۡ هٰذِهِ السَّاعَةِ

وَفِیۡ کُلِّ سَاعَةٍ وَلِیًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَ

دَلِیۡلًا وَعَیۡنًا حَتّٰی تُسۡکِنَهٗ اَرۡضَكَ طَوۡعًا وَ

تُمَتِّعَهٗ فِیۡهَا طَوِیۡلًا

بعض معروف
دُعاؤں کا تعارف

المہدی ادارہ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

المہدی (عج) ادارۂ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان

فہرست

۵	❁ مقدمہ
۶	❁ دعائے کمیل
۹	❁ دعائے توسل
۱۱	❁ دعائے ندبہ
۱۳	❁ دعائے عہد
۱۵	❁ دعائے جوشن کبیر
۱۷	❁ دعائے ابوحمزہ ثمالی
۱۹	❁ دعائے عرفہ امام حسینؑ
۲۱	❁ دعائے سلامتی امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف
۲۳	❁ دعائے فرج
۲۵	❁ منابع و مآخذ

مقدمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: الدُّعاءُ مُخُّ العِبادَةِ، ولا یَهلِكُ مَعَ الدُّعاءِ أحَدٌ
ترجمہ: ''دُعا عبادت کا مغز ہے اور دُعا کے ہوتے ہوئے کبھی کوئی ہلاک نہیں ہوا۔''

(بحارالانوار: ج ۹۳ ص ۳۰۰ ح ۳۷)

دینِ اسلام میں دُعا کرنے اور دُعا کے ذریعے اپنے خالق کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے البتہ دُعا کو حقیقی معرفت اور اس کی شرائط اور آداب کے ساتھ مانگنا چاہیے[1]۔ عرفاء دُعا کو قرآن صاعد سے تعبیر کرتے ہیں چونکہ وہ قرآن جس کا منبع وحی ہے اور خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اُسے قرآن نازل کہتے ہیں درحالیکہ دُعا جو بندہ کا اپنے رب کی بارگاہ میں راز و نیاز ہے اور بندے سے رب کی طرف یعنی پستیوں سے بُلندی کی طرف جاتی ہے کو قرآنِ صاعد کہتے ہیں۔

دُعائیں دو طرح کی ہوتی ہیں، ایک وہ کہ جو آئمہ معصومین علیہم السلام کی زبانِ مبارک سے نقل ہوئی ہیں (جیسے دعائے کمیل، توسّل، ندبہ۔۔۔) اور دوسری وہ دعائیں ہیں کہ جن میں ہر بندہ اپنے الفاظ میں اپنے پروردگار سے مخاطب ہوتا ہے اور راز و نیاز کرتا ہے۔ جو دُعائیں معصومؑ سے نقل ہوتی ہیں اُنہیں مأثور دُعائیں کہا جاتا ہے ہم ان کے الفاظ میں دخل و تصرف کا حق نہیں رکھتے۔ لیکن ان دُعاؤں کے علاوہ ہر بندہ اپنے انداز میں بھی خداوند تعالیٰ کی ذات سے راز و نیاز کر سکتا ہے۔

المہدی (عج) ادارۂ تربیت اسلامی نے مأثور دعاؤں کی اہمیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے چند معروف ماثور دعاؤں کی مختصر توضیح کے لئے اِس کتابچے ''بعض معروف دعاؤں کا تعارف'' کو تیار کیا ہے تاکہ برادران و خواہران معصومینؑ کے زبان سے ادا ہونے والے نورانی کلام کے ذریعے اپنے پروردگار سے راز و نیاز کر سکیں اور اُن اعلیٰ معارف کو سمجھ سکیں جو ان دعاؤں میں بیان ہوئے ہیں اور اس کے نتیجے میں پروردگار سے گفتگو کا سلیقہ سیکھ سکیں۔ خداوند تعالیٰ سے درخواست ہے کہ اِس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

والسلام

المہدی (عج) ادارہ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

۱) دُعا کی شرائط و آداب کیلئے ادارۂ تربیت کے کتابچہ ''دُعا کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں'' کی طرف رجوع کریں۔

بعض معروف دُعاؤں کا تعارف

(۱) دعائے کمیل

دعائے کُمَیل وہ دعا ہے جسے کمیل بن زیاد نخعی نے امام علیؑ سے نقل کیا ہے۔ یہ دعا معرفت خداوندی کے سلسلے میں اعلی وارفع مضامین نیز اللہ تعالی سے گناہوں کی بخشش کی درخواست پر مشتمل ہے۔ علامہ مجلسی نے دعائے کمیل کو بہترین دعا قرار دیا ہے۔ یہ دعا شیعیان اہل بیت کے ہاں رائج دعاؤں میں سے ہے جو نیمہ شعبان اور ہر شب جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔

دعائے کمیل کی سند

دعائے کمیل کا ماخذ شیخ طوسی کی کتاب مصباح المتہجد (۱) ہے۔ شیخ طوسیؒ نے اس دعا کو، دعائے خضر کے عنوان سے ماہ شعبان کے اعمال کے ضمن میں نقل کیا ہے۔ شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں: ''مروی ہے کہ کمیل بن زیاد نخعی نے امیر المؤمنینؑ کو دیکھا جو نیمہ شعبان کی رات کو یہ دعا پڑھ رہے تھے؛ بعدازاں وہ اس مشہور دعا کو نقل کرتے ہیں۔''

سید ابن طاؤس نے دعائے کمیل کو اقبال الاعمال (۲) میں، علامہ مجلسی نے زاد المعاد (۳) میں اور کفعمی نے بلدالامین اور (۴) مصباح (۵) میں، نیمہ شعبان کے اعمال کے ضمن میں نقل کیا ہے۔ شیخ عباس قمی نے بھی مفاتیح الجنان (۶) میں دعائے کمیل کو مصباح المتہجد سے نقل کیا ہے اور علامہ مجلسی (۷) نے دعائے کمیل کو بہترین دعا قرار دیا ہے۔

دعائے کمیل کے مطالب

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس دعا کا آغاز اللہ کے نام سے کرتے ہیں اوراس کے بعد کئی فقروں میں اللہ کواس کی رحمت، قدرت، جبروت، عزت، عظمت، سلطنت، ذات، اسماء، علم اور نور خداوندی کی قسم دیتے ہیں۔ اور پھر ''یا نُورُ یا قُدُّوسُ یا أَوَّلَ الْأَوَّلِینَ وَیا آخِرَ الْآخِرِینَ'' جیسے اسماء وصفات سے خدا کی بارگاہ میں عرض گزار ہوتے ہیں اور انسان کے اعمال کے انجام کی یاد آوری کراتے ہیں اور اللہ سے بخشش کی التجا کرتے ہیں۔

امیر المومنینؑ اگلے فقرے میں اللہ کی یاد اور نام سے اس کی قربت طلب کرتے ہیں، خدا ہی کو اس کی درگاہ میں شفیع قرار دیتے ہیں اور اللہ سے اپنی بارگاہ میں قربت عطا کرنے، شکر گزاری کا طریقہ سکھانے کی دعا کرتے ہیں۔ اپنے نفس کو اللہ کے ذکر اور اس کی یاد کی تلقین کرتے ہیں اور اللہ سے خشوع وخضوع پانے کی درخواست کرتے ہیں اور بعض عبارات میں حق تعالی کی نسبت اپنے اشتیاق کی شدت کا اظہار کرتے ہیں۔

آپؑ دعا کو جاری رکھتے ہوئے اللہ کے عالمگیر پیغام کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بعض عبارات کے ضمن میں اللہ کو ستار العیوب (خطائیں چھپانے والا) اور غفار الذنوب (گناہوں کا بخشنے والا) کے طور پر متعارف کراتے ہیں۔

دعا کی اگلی شقوں میں، امیر المومنینؑ اللہ کے ستار العیوب ہونے، بلاؤں کے ٹالنے، لغزشوں سے محفوظ رہنے کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بیان فرماتے ہیں کہ بندہ تعریف وتمجید کا استحقاق نہیں رکھتا۔ آپؑ اشارہ کرتے ہیں کہ انسان کس قدر کمزور، ضعیف، ناقص اور بدحال ہے، بلائیں اور آزمائشیں کس قدر بھاری ہیں اور بندہ کس قدر مصیبتوں کا نشانہ، قصوروار، اور عاجز وبے بس ہے، آپ ان ساری نارسائیوں، نقائص اور مصائب سے اللہ کی بارگاہ میں شکوہ کرتے ہیں اور اللہ کے فضل وکرم سے ان بلاؤں کو ٹال دینے کی درخواست کرتے ہیں اور اللہ

کی عزت کو وسیلہ قرار دے کر اپنی التجائیں اور درخواستیں اس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور تسویلِ نفس (۸) اور تزئین شیطان (۹) کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اللہ کے لطف و کرم کی ازلیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خداوند متعال یکتا پرستوں اور بندگی کرنے والے انسانوں کو جہنم میں نہیں جلاتا۔

بعدازاں امامؑ دنیا کی آزمائشوں کا آخرت کی بلاؤں سے موازنہ کراتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: ''اے میرے مولا! اگر میں تیرے عذاب پر صبر کر ہی لوں تو تجھ سے دوری اور تیرے فراق پر کیونکر صبر کروں گا؟'' اور پھر اللہ کی رحمت پر بندہ مؤمن کی امید کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ''کیا مؤمن اور کافر برابر ہیں۔'' اور آخر میں اللہ کو اس کی صفات سے ندا کرتے ہیں اور خداوند متعال سے حاجتیں طلب کرتے ہیں۔

دعائے کمیل کی اہمیت اور قرائت کا ثواب

سید بن طاؤس اپنی کتاب اقبال الاعمال میں (۱۰) مصباح المتہجد میں شیخ طوسی کا کلام نقل کرنے کے بعد ایک دوسری روایت میں نقل کرتے ہیں کہ کمیل بن زیاد نخعی کہتے ہیں: ''ایک دن میں، مسجد بصرہ میں، اپنے مولا امام علیؑ کی خدمت میں بیٹھے تھے اور آپؑ کے بعض دوسرے اصحاب بھی حاضر تھے؛ امام علیؑ سے پوچھا گیا کہ اِس ارشادِ ربانی کا کیا مطلب ہے

''فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ''

ترجمہ: اس (رات) میں فیصلہ ہوتا ہے ہر حکیمانہ بات کا۔''(۱۱)

تو آپؑ نے فرمایا: وہ نصف شعبان کی رات ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں علی کی جان ہے، کوئی بھی بندہ ایسا نہیں ہے سوا اس کے کہ جو کچھ بھی نیکی اور بدی میں سے اس پر گذرتا ہے، نصف شعبان کی رات کو آخر سال تک اس کے لئے تقسیم کیا جاتا ہے؛ اور جو بھی بندہ اس رات کو حالت عبادت میں شب بیداری کرے اور دعائے حضرت خضر

کو پڑھ لے، اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

کمیل کہتے ہیں: امیر المؤمنینؑ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے، میں رات کے وقت آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے پوچھا: کس غرض سے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: دعائے خضر کی طلب میں آیا ہوں۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: اے کمیل! جب اس دنیا کو از بر کر دو تو ہر شب جمعہ، یا ہر مہینے ایک بار یا کم از کم اپنی پوری زندگی میں ایک بار اس کو پڑھو تا کہ تمہارے امور کی کفایت ہو۔ خداوند متعال تمہاری مدد کرتا ہے، تمہارا رزق وسیع ہوجاتا ہے اور ہاں تم ہرگز مغفرت سے محروم نہیں ہوگے۔ اے کمیل! جس مدت سے ہمارے مصاحب ہو، یہی طویل مصاحبت ہی اس بات کا سبب بنی ہے کہ میں نے تمہیں اس قدر عظیم نعمت و کرامت سے نوازا ہے۔ اے کمیل لکھو:

اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۔۔۔

(۲) دعائے توسل

دعائے توسل چند دعاؤں کے مجموعے کا نام ہے لیکن ان میں سے ایک دعا اس نام سے زیادہ مشہور ہے جس کا اصلی مآخذ کتاب بحار الانوار ہے۔ علامہ مجلسی اس سلسلے میں کہتے ہیں: اس دعا کو میں نے ہمارے احباب میں سے کسی کی لکھی ہوئی قدیمی نسخوں میں پیدا کیا جس میں یوں درج تھا: ''اس دعا کو شیخ صدوق نے آئمہ معصومینؑ سے روایت کیا ہے اور میں نے اسے جس حاجت کیلئے بھی پڑھا تو وہ حاجت فوراً پوری ہوگئی۔ معروف دعائے توسل جسکا آغاز ان الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے:

''اللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَيكَ بِنَبِيكَ نَبِي الرَّحْمَةِ۔۔۔''(۱۲)

دعائے توسل کی سند

سند کے حوالے سے معروف دعائے توسل جو مفاتیح الجنان میں نقل ہوئی ہے، کا اصلی منبع کتاب بحارالانوار ہے۔ (۱۳)

دعائے توسل کے مطالب

دعائے توسل کا مضمون خداوند عالم سے حاجت روائی کی دعا اور درخواست ہے؛ اس خصوصیت کے ساتھ کہ دعا کرتے ہوئے خدا سے چہاردہ معصومین کا واسطہ دیتے ہوئے ان کے طفیل حاجت روائی کی درخواست کی جاتی ہے۔ درحقیقت یہ اس طرح کی درخواست اور دعا خدا کے ہاں ان اولیاء الہی کے مقام و عظمت کی بلندی کی نشانی ہے اور کسی طرح بھی خدا کی توحید اور وحدانیت کے ساتھ کوئی منافات نہیں رکھتی ہے۔ اس دعا کو اس ترتیب کے ساتھ پڑھا جاتا ہے کہ معصومین سے ہر ایک کا نام لینے کے بعد ان جملات کو تکرار کیا جاتا ہے:

یا حُجَّةَ اللّٰهِ عَلی خَلْقِهِ یا سَیدَنا وَمَوْلینا اِنّا تَوَجَّهْنا وَاسْتَشْفَعْنا وَتَوَسَّلْنا بِكَ اِلَی اللّٰهِ وَقَدَّمْناكَ بَینَ یدَی حاجاتِنا، یا وَجیهاً عِنْدَ اللّٰهِ اِشْفَعْ لَنا عِنْدَ اللّٰهِ۔

جب حضرت فاطمہ زہرا (س) کا نام لیا جاتا ہے تو مذکورہ جملات میں مونث کی ضمیر لائی جاتی ہے۔ دعا کا اختتام ان جملات کے ساتھ ہوتا ہے:

یا سادَتی وَمَوالِی اِنّی تَوَجَّهْتُ بِكُمْ اَئِمَّتی وَعُدَّتی لِیوْمِ فَقْری وَحاجَتی اِلَی اللّٰهِ وَتَوَسَّلْتُ بِكُمْ اِلَی اللّٰهِ وَاسْتَشْفَعْتُ بِكُمْ اِلَی اللّٰهِ فَاشْفَعُوا لی عِنْدَ اللّٰهِ وَاسْتَنْقِذُونی مِنْ ذُنُوبی عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنَّكُمْ وَسیلَتی اِلَی اللّٰهِ وَبِحُبِّكُمْ وَبِقُرْبِكُمْ اَرْجُو نَجاةً مِنَ اللّٰهِ فَكونُوا عِنْدَ اللّٰهِ رَجاۤئی یا سادَتی یا اَوْلِیاۤءَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِمْ اَجْمَعینَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اَعْداۤءَ اللّٰهِ ظالِمیهِمْ مِنَ الْاَوَّلینَ وَالْاٰخِرینَ امینَ رَبَّ الْعالَمینَ

وقت دعا

اس دعا کے پڑھنے کیلئے کوئی خاص وقت معین نہیں ہے؛ لیکن پوری دنیا میں اہل تشیع کے ہاں یہ رسم ہوچکی ہے کہ اس دعا کو بدھ کی رات نماز مغرب اور عشاء کے بعد مساجد، امام بارگاہوں اور دیگر مقدس مقامات پر گروہی شکل میں پڑھتے ہیں۔

(۳) دعائے ندبہ

دعائے نُدبہ، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقولہ معتبر ترین دعاؤں میں سے ایک ہے اور مستحب ہے کہ چار عیدوں یعنی فطر، ضحیٰ، غدیر اور جمعہ میں پڑھی جائے۔ اس دعا کو سید بن طاؤس نے اپنی کتاب اقبال الاعمال میں نقل کیا ہے۔ شیعیان اہل بیتؑ عام طور پر جمعہ کے روز طلوع آفتاب سے قبل امام زمانہؑ کے فراق میں اس دعا کی قرائت کا اہتمام کرتے ہیں۔

یہ دعا امام زمانہؑ سے استغاثہ (فریاد و مدد طلب کرنے)، آپ کی غیبت پر اظہار تاسف اور آپؑ کے فراق میں گریہ و بکاء پر مشتمل ہے اور ندبہ کے معنی بھی یہی ہیں۔

وجہ تسمیہ

ندبہ کے معنی بلانے نیز گریہ و بکاء کرنے کے ہیں اور یہ دعا امام زمانہؑ سے استغاثے، مدد طلب کرنے اور آنحضرتؑ کی غیبت پر اظہار تاسف اور آپؑ کے فراق میں گریہ و بکاء پر مشتمل ہے؛ چنانچہ دعائے ندبہ کے عنوان سے مشہور ہوئی ہے۔ (۱۴)

دعائے ندبہ کی سند

یہ دعا سید رضی الدین علی بن طاؤس (متوفی سنہ ۶۶۴ھ)، نے اپنی کتاب ''اقبال'' میں، (۱۵) اور کتاب مصباح الزائر (قلمی نسخہ) کی ساتویں فصل میں اور (چھٹی صدی ہجری

کے ایک عالم دین) محمّد بن جعفر بن مشہدی حائری نے اپنی کتاب مزار المعروف بہ مزار ابن مشہدی، (۱۶) میں نقل کی ہیں۔

علامہ مجلسی نے دعائے ندبہ کو اپنی کتابوں بحار الانوار (۱۷) اور تحفۃ الزائر میں نقل کیا ہے اور بحار کے دیباچے میں اس کی سند کے معتبر ہونے کی شہادت دی ہے۔ نیز علامہ مجلسی نے بطور خاص دعائے ندبہ کی سند کے اعتبار کی تصدیق کی ہے جس کا سلسلہ امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ ان ہی کی کتاب زاد المعاد میں اس دعا کے بارے میں ان کی عبارت کچھ یوں ہے: ''اور دعائے ندبہ، جو عقائد حقہ کے اظہار، غیبتِ حضرت قائمؑ پر اظہارِ تاسف، معتبر سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، اور سنت ہے کہ یہ دعا چار عیدوں میں پڑھی جائے۔''(۱۸)

مخصوص اوقات

دعائے ندبہ کی قرائت چار عیدوں عید الفطر، عید الضحی، عید غدیر اور روز جمعہ مستحب ہے۔(۱۹)

دعائے ندبہ کے مطالب

اس دعا کا آغاز اللہ کی حمد وثنا اور محمدؐ اور آل محمد صلی اللہ علیہم اجمعین پر درود وسلام سے ہوتا ہے، بعد از آں انبیاء اور اولیاء کے منتخب ہونے اور برگزیدگی کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور اس حقیقت پر تاکید ہوئی ہے کہ وہ سب بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئے ہیں۔ اس دعا میں اولوالعزم پیغمبروں اور سب سے پہلے حضرت آدمؑ کی زندگی کے اہم ترین واقعات کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے اور تاکید ہوئی ہے کہ ''اس لئے کہ حقّ قائم ودائم رہے، خداوند متعال نے ہر پیغمبر کے لئے وصی اور جانشین متعین کیا ہے، تاکہ باطل اہل حق پر غلبہ نہ پالے اور کوئی بھی خدا کے سامنے یہ عذر و بہانہ نہ لاسکے کہ تو نے پیغمبر کیوں نہیں بھیجے، اور کیوں کوئی رسول تیری طرف سے نہیں آیا، اور کوئی متنبہ کرنے والا راہنما نہیں پہنچا، تاکہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے''۔

اس کے بعد حضرت علیؑ کی جانشینی کے موضوع کو زیر بحث لایا جاتا ہے اور آپؑ کے بعض فضائل بیان کرتے ہوئے دشمنان دین کی بے وفائی اور بدبختی و سنگ دلی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جنہوں نے پیغمبر اکرمؐ کے صریح حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امام علیؑ اور آپؑ کے راہنما فرزندوں کو یکے بعد دیگرے شہید کیا؛ اور اس کے بعد خاندان رسالت کے آخری معصوم امام زمانہؑ کے حضور استغاثہ اور اظہارِ اشتیاق کیا جاتا ہے اور پھر محمد و آل محمدؐ پر صلوات خاصہ بھیجنے کے بعد چند التجاؤں کے ضمن میں آپؑ کے امام زمانہ کے ظہور میں تعجیل، حکومت حقہ کے برسر اقتدار آنے، باطل کے مٹ جانے اور امام زمانہؑ کے ساتھ تعلق اور پیوند کے استحکام کے لئے دعا پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ (۲۰)

(۴) دعائے عہد

دعائے عہد، امام صادقؑ سے منقولہ دعا ہے جو امام زمانہؑ کے ساتھ تجدید عہد پر مشتمل ہے۔ یہ دعا ان دعاؤں میں سے ہے جس کی قرائت پر امام کی غیبت کے دوران زیادہ تاکید ہوئی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ۴۰ روز تک بوقت صبح اس دعا کو پابندی سے پڑھے، وہ حضرت قائمؑ کے انصار و اعوان میں سے ہوگا۔

دعائے عہد کی سند

دعائے عہد امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور اسے سید ابن طاؤس نے مصباح الزائر میں، ابن المشہدی نے المزار الکبیر میں، (۲۱) کفعمی نے المصباح (۲۲) اور البلد الامین (۲۳) اور مجلسی نے بحار الانوار (۲۴) اور زاد المعاد (۲۵) میں نقل کیا ہے۔ سید ابن طاؤس، کفعمی اور علامہ مجلسی جیسے اکابرِ علماء نے اس دعا کو اپنی تالیفات میں درج کر کے اس پر

اپنے قوی اعتماد کا اظہار کیا ہے، اور دوسری دعاؤں میں اس دعا کے مندرجات ومحتویات کی تصدیق ہوئی ہے۔

دعائے عہد کے مطالب

دعائے عہد دعا کنندہ نیز دنیا کے مشرق اور مغرب، برّ و بحر میں موجود تمام مؤمنین اور ہر ماں باپ اور فرزند کی طرف سے امام مہدی (عج) کی بارگاہ میں درودِ مخصوص پر مشتمل ہے۔ دعا کنندہ بعدازاں امام زمانہ (عج) کے ساتھ تجدید عہد و بیعت کرتا ہے اور تا روز قیامت اس عہد و پیمان پر پابندی کا اظہار کرتا ہے؛ اور بعدازاں خداوند متعال سے التجا کرتا ہے کہ ''اگر میری موت نے مجھے آلیا اور امام زمانہ (عج) نے ظہور نہ فرمایا ہو، تو مجھے میرے مدفن سے خارج کردے اور آپ (عج) کی نصرت کی سعادت عطا کر''۔ اس کے بعد امام (عج) کے دیدار کی درخواست نہایت لطافت کے ساتھ بیان ہوئی اور اس دعا کا اختتام ظہور میں تعجیل، حکومت حقّہ کے قیام اور دنیا کے معاملات کی بہتری نیز دین کے حقائق اور اہل ایمان کے احیاء، کے لئے دعا پر ہوتا ہے۔ (۲۶)

قرآئت کا وقت اور اثرات

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو شخص چالیس دن صبح کے وقت اس دعا کو پابندی سے پڑھے، حضرت قائمؑ کے انصار و اعوان میں سے ہوگا اور اگر آپؑ سے پہلے دُنیا سے چلا جائے خدائے تعالی اس کو زندہ کرے گا تا کہ آپؑ کے رکاب میں جہاد کرے اور ہر لفظ کے بدلے ایک ہزار حسنات اس کے حساب میں لکھے جاتے ہیں اور اس کے ایک ہزار برے اعمال اس کے عمل نامے سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔'' (۲۷)

(۵) دعائے جوشن کبیر

جوشن کبیر، پیغمبر اکرم (ص) سے اللہ تعالیٰ کی ۱۰۰۱ صفات پر مشتمل ۱۰۰ فقروں میں نقل ہوئی ہے۔ جبرائیل نے پیغمبر خدا (ص) کو اس دعا کی تعلیم دی ہے۔ آج یہ دعا لیالیِ قدر کے مراسمات میں دنیا بھر میں شیعیان اہل بیت (ع) کے درمیان مرسوم ہے۔ ایک حدیث کی رو سے دعائے جوشن کبیر کو کفن پر لکھوانے کی تاکید بھی ہے۔(۲۸)

نزولِ دعا کی کیفیت

امام سجاد (ع) اپنے والد ماجد امام حسین (ع) کے سے اور آپ (ع) اپنے والد ماجد امام علی (ع) سے اور آپ (ع) پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے دوران، جبکہ رسول خدا (ص) بھاری زرہ پہنے ہوئے تھے، اور زرہ آپ (ع) کے جسم شریف کو اذیت پہنچا رہی تھی، جبرائیل اترے اور آپ (ص) کو خداوند متعال کا سلام پہنچا کر عرض کیا: ''اس زرہ کو اپنے بدن سے اتار دیں اور اس کے بجائے یہ دعا پڑھ لیں جو آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے امان ہے''۔(۲۹) اس دعا کو اسی بنا پر ''جوشن کبیر'' (بڑی زرہ) کا نام دیا گیا ہے۔ کفعمی نے جوشن کبیر کو المصباح اور(۳۰) البلد الامین(۳۱) میں نقل کیا ہے۔

دعائے جوشب کبیر کے مطالب

یہ دعا ۱۰۰ فقروں پر اور ہر فقرہ خدا کے ۱۰ اسماء پر مشتمل ہے سوائے فقرہ نمبر ۵۵ کے جس میں ۱۱ (گیارہ) نام مندرج ہیں؛ چنانچہ، یہ دعا خداوند متعال کے ۱۰۰۱ اسماء الٰہیہ پر مشتمل ہے۔(۳۲) دعا کے ہر فقرے کے آخر میں ذیل کی دعا پڑھی جاتی ہے

سُبْحَانَكَ يا لَاإِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ خَلِّصْنَا مِنَ النَّارِ يا رَبِّ

کتاب بلد الامین میں مروی ہے کہ ہر فقرے کا آغاز ''بِسمِ اللهِ۔۔۔'' سے ہونا چاہئے اور

ہر فقرے کے آخر میں یہ دعا پڑھی جائے:

سُبْحَانَكَ يا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَخَلِّصْنَا مِنَ النَّارِ يا رَبِّ يا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

علامہ مجلسی کی کتاب زاد المعاد میں اس دعا کے ہر فقرے کے خواص بیان ہوئے ہیں؛ مثلاً تیسرے فقرے کے خواص بتاتے ہوئے کہا گیا ہے:

''لِطَلَبِ النُّصْرَةِ وَسَعَةِ الرِّزْقِ''،(۳۳)

چوبیسویں فقرے کے لئے کہا گیا ہے:

لِتَنْوِيرِ الْقُلُوبِ وَإِقَالَةِ الْعَثَرَاتِ (۳۴)

اور سینتالیسویں فقرے کے لئے بیان ہوا ہے:

''لِنُورَانِيَةِ الْقَلْبِ وَالْعَيْنِ''،(۳۵)

اس دعا میں اللہ کے اسمائے حسنیٰ اور دوسری عبارات قرآن سے ماخوذ ہیں اور انہیں اس انداز سے مرتب کیا گیا ہے کہ مسجع اور موزون ہونے کے علاوہ، بیشتر فقروں میں اسماء اور صفات، آخری حروف کے لحاظ سے ہم شکل اور مشابہ ہیں۔(۳۶)

دعائے جوشن کبیر کی فضیلت

ایک روایت کے مطابق، جو بھی گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے خداوند متعال اس کو محفوظ رکھتا ہے اور اس کو بہت زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اور جو بھی اس کو اپنے کفن پر لکھ دے وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس کو رمضان المبارک کے آغاز میں پڑھے خدا اس کو شب قدر کی فضیلت کا ادراک عطا فرماتا ہے اور جو اس کو ایک مہینے کے دوران تین مرتبہ پڑھے اپنی پوری زندگی میں اللہ کی حفاظت و امان میں رہے گا۔(۳۷)

(۶) دعائے ابوحمزہ ثمالی

دعائے ابوحمزہ ثمالی وہ دعا ہے جسے ابوحمزہ ثمالی نے امام سجادؑ سے نقل کیا ہے۔اس وجہ سے ان کے نام کے ساتھ مشہور ہے۔

یہ دعا نہایت عمدہ اور فصیح الفاظ میں عظیم المرتبت مضامین پر مشتمل ہے جن میں سے صفات خداوند، اسم اعظم، قبر کی تاریکی وتنہائی، قیامت کی ہولناکی، گناہوں کے بوجھ کی سنگینی، پیغمبر اکرمؐ اور آپؐ کے معصوم خاندان کی اطاعت و پیروی کی ضرورت کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔اس دعا میں خدا کی بارگاہ میں راز و نیاز کے طریقے، توبہ اور تقوی و پرہیزگاری کے آداب ورسوم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یہ دعا ماہ رمضان میں سحر کے اوقات میں پڑھی جاتی ہے اور اس مہینے کی سحر کی دعاؤں میں طویل ترین دعا ہے۔

وجہ تسمیہ

چونکہ یہ دعا امام سجادؑ، امام باقرؑ اور امام صادقؑ کے صحابی جناب ابوحمزہ ثمالی نے امام سجادؑ سے نقل کی ہے اسی لئے ان ہی کے نام سے مشہور ہے۔(۳۸)

دعائے ابوحمزہ ثمالی کی سند

سید ابن طاؤس اپنی کتاب اقبال الاعمال (۳۹) میں اپنی سند سے ابومحمد ہارون بن موسی تلعکبری سے اور وہ اپنی اسناد سے حسن بن محبوب زراد سے اور وہ ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں کہ ''امام زین العابدینؑ ماہ رمضان کے دوران راتوں کے زیادہ تر حصے میں نماز بجا لانے میں مصروف رہتے تھے اور سحر کے وقت اسی دعا کی قرائت کا اہتمام کرتے تھے۔''

اس دعا کو شیخ طوسی نے مصباح المتہجد میں،(۴۰) کفعمی نے البلد الامین (۴۱) اور

المصباح میں، (۴۲) علامہ مجلسی میں زاد المعاد (۴۳) اور بحار الانوار (۴۴) میں اور شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان (۴۵) نقل کیا ہے۔

دعائے ابوحمزہ ثمالی کے مطالب

دعائے ابوحمزہ کی تفسیر میں بعض کہتے ہیں کہ یہ دعا مختلف مراحل پر مشتمل ہے جن کے ضمن میں عرفانی، سماجی، سیاسی اور اخلاقی مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ (۴۶) اس دعا کی ایک اہم خصوصیات یہ ہے کہ اس میں خدا کے سامنے انسان کو راز و نیاز کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔ (۴۷)

اس دعا کا آغاز إِلَهِي لاتُؤَدِّبْنِي بِعُقُوبَتِكَ سے اور اختتام وَ رَضِّنِي مِنَ الْعَيْشِ بِمَا قَسَمْتَ لِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ پر ہوتا ہے۔ یہ دعا اعلی اور بلند معانی اور فصیح بلیغ الفاظ نیز بدیع تعبیرات پر مشتمل ہے۔ اس دعا میں توبہ، راز و نیاز اور تقوا و پرہیز گاری کی راہ و روش کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ عالم قبر اور قیامت کی سختیوں، تاریکیوں، تنہائیوں اور گناہ کے بوجھ کی سنگینی کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ اور خاندان عصمت وطہارت کی پیروی اور اطاعت کی ضرورت پر تاکید ہوئی ہے۔ نیز اس دعا میں وسعتِ رزق، حج خانۂ خدا اور شیطان کے شر سے محفوظ رہنے، غیر پسندیدہ صفات اور طاعت میں سستی، مایوسی اور غم و اندوہ سے چھٹکارا پانے کی التجا کی گئی ہے۔ یہ دعا خداشناسی اور توحید نیز معاد شناسی کے دروس پر مشتمل ہونے کے علاوہ نبوت اور امامت کی منزلت اور مقام و مرتبت پر تاکید کرتی ہے اور دنیاوی اور اخروی سعادت کے لئے کسی بھی مؤمن کی تمام آرزؤں پر مشتمل ہونے کے لحاظ سے جامع ترین دعا ہے۔ (۴۸)

امام خمینی (رح) فرماتے ہیں:

”دعائے ابوحمزہ ثمالی عبودیت کے اعلی ترین مظاہر میں سے ہے اور عبودیت کی زبان

میں اس رتبے کی کوئی دعا اور اللہ کی بارگاہ میں ادب کا اس سے بہتر شاہکار، بنی نوع بشر کے یہاں دستیاب نہیں ہے"۔ (۵۰)

وقت قرائت

دعائے ابوحمزہ ثمالی دنیا کے بہت سے شیعہ نشین شہروں میں انفرادی طور پر یا پھر چھوٹے بڑے اجتماعات میں ماہ رمضان کی رات یا سحری کے اوقات میں پڑھی جاتی ہے۔ (۴۹)

(۷) دعائے عرفہ امام حسینؑ

دعائے عرفہ امام حسینؑ ایک ایسی دعا ہے جسے امام حسینؑ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جسے امامؑ نے میدان عرفات میں بیان فرمایا ہے۔ مومنین اپنے امام کی پیروی کرتے ہوئے حج کی موقع پر عرفہ کے دن میدان عرفات اور دنیا کے گوشہ و کنار میں مساجد، امام بارگاہوں اور دیگر مقدس مقامات پر گروہی شکل میں پڑھتے ہیں۔

یہ دعا بلند و بالا عرفانی اور عقیدتی مضامین پر مشتمل ہے اور کہا جاتا ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے اہل خانہ کے بعض افراد کے ساتھ میدان عرفات میں اپنے خیمے سے باہر اس دعا کو خدا کی بارگاہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ غالب اسدی کے دو فرزند بشر و بشیر نقل کرتے ہیں کہ: عرفہ کے دن غروب کے قریب میدان عرفات میں امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں تھے کہ آپ اپنے اہل خانہ اور بعض اپنے اصحاب کے ساتھ خیمے سے باہر تشریف لے گئے اور انتہائی خضوع اور خشوع کی حالت میں پہاڑ کے بائیں طرف خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چہرہ مبارک کے برابر بلند کر کے اس دعا کو ارشاد فرمایا۔ (۵۱) کفعمی کی روایت کے مطابق دعائے عرفہ ان جملات کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی ہے:

لاالہ الاانت وحدك لاشريك لك لك الملك و لك الحمد و انت على كل شيء

قدیر۔ یا رب، یا رب یا رب

لیکن کتاب اقبال الاعمال میں سید بن طاؤس کے مطابق دعائے عرفہ مذکورہ جملات کے بعد ان جملات کے ساتھ نقل کیا ہے:

الھی انا الفقیر فی غنای فکیف لا اکون فقیرا فی فقری اور آخر میں یوں ختم ہوتا ہے و انت الرقیب الحاضر انك علی کل شیء قدیر و الحمد للہ وحدہ۔

دعائے عرفہ کی سند

کفعمی نے کتاب البلد الامین میں اور سید بن طاؤس نے کتاب مصباح الزائر میں اس دعا کو ذکر کیا ہے ان کے بعد علامہ مجلسی نے کتاب بحار الانوار میں اور شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان میں اس دعا کو ذکر کیا ہے۔ اس دعا کے دو راوی بشر و بشیر کے بارے میں آیت اللہ سید ابوالقاسم خوئی فرماتے ہیں: یہ دو بھائی غالب اسدی کوفی کے فرزند ہیں۔ بشر امام حسینؑ اور امام سجادؑ کے اصحاب میں سے ہے لیکن بشیر صرف امام حسینؑ کے راویوں میں سے ہے۔ (۵۲) اس دعا کا مفہوم اور مضمون بہت بلند مرتبہ اور باعظمت ہے نیز اس دعا کا مضمون اور مفہوم عالی ترین عرفانی اور اعتقادی مضامین پر مشتمل ہے جو صرف کسی نبی یا امام کے بغیر کسی عام شخص سے صادر نہیں ہوسکتا ہے۔ (۵۳)

دعائے عرفہ کے مطالب

دعائے عرفہ امام حسینؑ بہت زیادہ مطالب اور باعظمت تعلیمات پر مشتمل ہے جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

خداوند عالم کی شناخت، صفات الٰہی کا بیان، پروردگار عالم کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کی یاد آوری، انبیاء کی شناخت اور ان کے ساتھ مستحکم رابطہ برقرار کرنا، آخرت پر توجہ دینا اور دل و جان سے اس کا اقرار کرنا۔

آفاق عالم میں غور وفکر اور خدا کے بیکران نعمتوں کو یاد کرنا جنہیں خدا نے انسان کو عطا کی ہے اور ان نعمتوں پر خدا کا شکر بجالانا۔

خدا کی بارگاہ میں راز و نیاز اور اپنے گناہوں کا اقرار اور ان سے توبہ کرنا اور خدا سے ان گناہوں کی بخشش کے حوالے سے درخواست کرنا اور نیک اعمال اور پسندیدہ صفات کی طرف مائل ہونا۔

محمد و آل محمد پر درود وصلوات بھیجتے ہوئے اپنے حاجات کی برآوری کیلئے دعا کرنا اس کے بعد مغفرت، ہدایت، رحمت و برکت اور رزق و روزی اور اخروی ثواب میں وسعت کی درخواست کرنا۔

(۸) دعائے سلامتی امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف

دعائے اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلیّك یا دعائے سلامتی امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف، وہ دعا ہے جو بارہویں امام، حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ کی سلامتی کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ یہ دعا اللّٰھُمَ کُنْ لِوَلِیكَ سے شروع ہوتی ہے۔

اس دعا میں مختلف تعبیروں کے ذریعہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی سلامتی کے لئے دعا ہے۔ یہ دعا شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان مین شب قدر (۲۳ رمضان) کے اعمال میں نقل کی ہے اور ساتھ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ کی یہ دعا سال بھر میں کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے۔

دعائے سلامتی امام زمان (عج) کی سند

تہذیب الاحکام میں یہ دعا امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے؛(۵۴) اس کے علاوہ یہ دعا کتاب الکافی (۵۵) دیگر معتبر کتابوں جیسے المزار الکبیر تالیف ابن مشہدی، (۵۶) المصباح المتھجد تالیف کفعمی (۵۷) اور اقبال الاعمال تالیف سید بن طاووس؛ (۵۸) میں بھی نقل ہوئی ہے۔

شیخ عباس قمی نے یہ دعا مفاتیح الجنان میں رمضان المبارک کی تئیسویں رات کے اعمال میں نقل کی ہے۔

امام زمانہ(عج) کے لئے دعا کیوں؟

اس بات میں شک نہیں ہے کہ عظیم عبادتوں میں سے ایک عبادت دعا ہے اوراس کے متعدد آثار ہیں اورامام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی سلامتی کے لئے دعا کرنا بہترین قسم کی دعا ہے، دعا کی تاثیر کے بارے میں دوزاویوں سے نگاہ کی جاسکتی ہے:

الف: امام کے بارے میں دعا کی تاثیر

ب: دعا کرنے والے کے لئے دعا کی تاثیر

پہلی نگاہ کے مطابق، دعا، امام کی سلامتی میں مؤثر ہے، کیونکہ آپ بشر ہیں اوراسی دنیا میں زندگی گزاررہے ہیں لہذا آپ کے وجود مبارک سے بیماریوں اور بلاؤں کودور کرنے کے لئے دعا مؤثر ہوسکتی ہے جس طرح کہ بیماری سے شفا پانے میں اثر رکھ سکتی ہے۔ یہ چیز حیات اور سلامتی پر خدا کے ارادہ کے ساتھ منافات نہیں رکھتی؛ کیونکہ خدا کا ارادہ اسباب کے تحت نافذ ہوتا ہے اور زندگی میں خدا کے ارادہ کے واقع ہونے کے لئے بہترین وسیلہ اورسبب دعا ہے۔ البتہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالی کاارادہ آپ کی حفاظت پر ہے لیکن چونکہ امام اپنے مادی بدن کے ساتھ اسی مادی دنیا میں رہتے ہیں، لہذا ان کے بدن کا بیماری سے دچار ہونا ممکن ہے۔ لہذا دعا امام کی حالت کے بہتر ہونے میں مؤثر ثابت ہوسکتی ہے جس طرح کہ بیماری کے ظاہر ہونے سے روک سکتی ہے۔ دوسری نگاہ کے مطابق، دعا کے آثار بہت زیادہ ہیں مثلاً: امام زمانہ علیہ السلام کو یاد کرنے کا بہترین ذریعہ دعا ہے اوراس کے ذریعے ہم ان سے معنوی رابطہ قائم کرسکتے ہیں اوراس تعلق سے ہمارے معنوی کمال کے لئے بہت سے فوائد ہیں۔ ہرامام کے لئے دعا کرنا، ان سے ایک قسم کی اظہار محبت ہے اور یقیناً وہ بھی دعا

کرنے والے پر اپنا خاص لطف وکرم کریں گے۔

امام علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ امام علیہ السلام کے مقدس وجود کو بہت سے دوسرے موجودات پر مقدم قرار دینا ہے اور اس کے ذریعے دلوں میں ان کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ محبوب کے ذکر سے، اس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ کیونکہ اس کائنات میں فیض الٰہی کا واسطہ ہیں لہذا ان کی نیت سے صلوات پڑھنا اور صدقہ دینا بھی زیادہ سے زیادہ فیوضات کو کسب کرنے کا ایک قسم کا ذریعہ ہے۔

(۹) دعائے فرج

دعائے فَرَج، وہ دعا ہے جس کا آغاز إلهى عَظُمَ البَلاءُ سے ہوتا ہے۔ یہ دعا پہلی بار شیخ طبرسی کی کتاب ''کنوز النجاح'' میں ذکر ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ وسائل الشیعہ (شیخ حر عاملی) اور جمال الاسبوع (سید بن طاوس) جیسی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس دعا کو امام زمانہؑ نے خواب کی حالت میں محمد بن احمد بن ابی لیث کو تعلیم دی جبکہ وہ قتل ہونے کے خوف سے کاظمین میں پناہ لئے ہوئے تھے اور اس دعا کے پڑھنے کی وجہ سے انہوں نے موت سے نجات پائی۔

دعائے فرج نماز امام زمانہ کے تعقیبات اور سرداب غیبت کے اعمال میں سے ہے۔ یہ دعا مفاتیح الجنان میں دعاوں کے باب میں مذکور ہے۔

دعائے فرج کی سند

دعائے فرج پہلی بار شیخ طبرسی (متوفی ۵۴۸ھ) کی کتاب ''کُنوز النجاح'' میں نقل ہوئی ہے، (۵۹) البتہ اس کتاب میں اس دعا کا صرف ابتدائی حصہ ''أَوْ هُوَ أَقْرَبُ'' تک ذکر ہوا ہے۔ (۶۰) اس کے علاوہ دوسری کتابیں جن میں اس دعا کو نقل کیا گیا ہے ان میں ابن

مشہدی (متوفی ۶۱۰ھ) کی کتاب المزار الکبیر (۶۱)، سید بن طاووس (متوفی ۶۶۴ھ) کی کتاب جمال الاسبوع (۶۲)، شہید اول (متوفی ۷۸۶ھ) کی کتاب المزار (۶۳)، کفعمی (متوفی ۹۰۵ھ) کی کتاب مصباح (۶۴) اور شیخ حر عاملی (متوفی ۱۱۰۴ھ) کی کتاب وسائل الشیعہ (۶۵) شامل ہیں۔

دعائے فرج کے مطالب

پہلا حصہ اس عظیم مصیبت اور آزمائش کے بارے میں ہے جس میں لوگ امام زمانہ کی غیبت کے دوریان گرفتار ہیں۔

دوسرے حصہ میں محمد وآل محمد پر درود وسلام کے بعد اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ مؤمنین پر ضروری ہے کہ وہ اہل بیت کے عظیم ولایتی مقام کی بنا پر ان کی فرمانبرداری کریں۔

اس دعا کے تیسرے حصے میں خدا سے محمد وآل محمد کے ان حقوق کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں جو ہماری گردنوں پر ہیں، ہمارے امور کی کفایت فرمائے اور ہماری مدد کریں۔

قرأت کا مخصوص وقت

شیخ حر عاملی نے دعائے فرج کو نماز امام زمانہ کی تعقیبات میں قرار دیا ہے۔(۶۶) کتاب المزار الکبیر میں سرداب امام زمانہ کے آداب میں ایک زیارت نقل ہوئی ہے جس کے بعد دو رکعت نماز زیارت اور اس کے بعد یہ دعا نقل ہوئی ہے۔(۶۷) کتاب مفاتیح الجنان میں بھی اس دعا کو دعاؤں کے باب میں سرداب مقدس کے اعمال کے ضمن میں مختصر اور مفید دعاؤں کے طور پر ذکر کیا ہے۔(۶۸) اسی طرح آیت اللہ بہجت سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا آخری زمانے میں ہلاکت سے نجات کے لئے بہترین راستہ دعائے فرج ہے خاص کر دعائے ''عظم البلاء''۔(۶۹)

❁❁❁❁❁

منابع وماخذ:

۱۔طوسی،مصباح المتہجد،ص ۵۸۴
۲۔ابن طاؤس،اقبال الاعمال،ص ۲۲۰
۳۔مجلسی،زادالمعاد،ص ۶۰
۴۔ کفعمی ،بلدالامین ص ۲۶۷
۵۔ کفعمی ،مصباح (جس کا دوسرا نام جنّۃ الامان الواقیۃ وجنۃ الایمان الباقیہ ہے) ص ۷۳۴
۶۔محدث قمی،مفاتیح الجنان،ص ۱۱۲
۷۔مجلسی،زادالمعاد،ص ۶۰
۸۔تسویل نفس:نفس کا برے اعمال کوخوبصورت بنا کر پیش کرنا
۹۔تزئین شیطان: شیطان کا گناہوں کومزین اوردلفریب بنا کر پیش کرنا
۱۰۔سیدابن طاؤس،اقبال الاعمال،ص ۲۲۰
۱۱۔سورہ دخان،آیت نمبر ۴
۱۲۔ مفاتیح الجنان،ص ۲۰۴۔۱۹۹
۱۳۔ مجلسی ج۹۹ص ۲۴۷
۱۴۔صدرجوادی،دائرۃ المعارف تشیع،ج ۷ ص ۵۳۵
۱۵۔سیدابن طاؤس،اقبال،ص ۶۰۹۔۶۰۴
۱۶۔مزارابن مشہدی،ص ۵۸۴۔۵۳۷
۱۷۔مجلسی،بحار،ج۹۹ص ۱۰۴
۱۸۔مجلسی،زادالمعاد،ص ۳۰۳
۱۹۔سیدبن طاووس،اقبال،ص ۶۰۹۔۶۰۴
۲۰۔صدرجوادی،دائرۃ المعارف تشیع،ج ۷ ص ۵۳۵
۲۱۔ابن المشہدی،المزارالکبیر،ص ۶۶۶۔۶۶۳
۲۲۔ کفعمی ،مصباح،ص ۵۵۲۔۵۵۰
۲۳۔ کفعمی ،بلدالامین ص ۸۳
۲۴۔مجلسی،بحارالانوار،ج ۸۳،ص ۲۸۴
۲۵۔مجلسی،زادالمعاد،ص ۵۴۲
۲۶۔صدرسیدجوادی،دائرۃ المعارف تشیع،ج ۷،ص ۵۳۱
۲۷۔مجلسی،بحارالانوار،ج ۸۳،ص ۲۸۴
۲۸۔مجلسی،بحارالانوار،ج۹۱،ص ۳۸۲: امام حسین (ع) نے فرمایا: والد ماجد علی بن ابی طالب (ع) نے مجھے وصیت فرمائی کہ دعائے جوشن کبیر کوحفظ کرو،اورآپ (ع) کے کفن پر مکتوب کروں اوراپنے اہل خانہ کوسکھادوں اورانہیں اس کے پڑھنے کی رغبت دلاؤں
۲۹۔ کفعمی ،المصباح،ص ۲۴۶،حاشیہ؛ نیز شیخ عباس قمی،مفاتیح الجنان
۳۰۔ کفعمی ،المصباح،ص ۲۴۷۔۲۶۰
۳۱۔البلدالامین،ص ۵۴۴۔۵۵۸
۳۲۔ کفعمی ،المصباح،ص ۲۴۷۔۲۶۰
۳۳۔مجلسی،زادالمعاد،ص ۴۳۰
۳۴۔ وہی ماخذ،ص ۴۳۲
۳۵۔وہی ماخذ،ص ۴۳۵
۳۶۔ کفعمی ،المصباح،ص ۲۴۷۔۲۶۰
۳۷۔ کفعمی ،المصباح،ص ۲۴۶۔۲۴۷،حاشیہ
۳۸۔خزائلی،(متن،شرح وتفسیر دعای ابوحمزہ ثمالی)،۱۳۸۷ش،ص ۲۵
۳۹۔ابن طاؤس،اقبال الاعمال،ص ۳۴۵۔۳۳۴
۴۰۔طوسی،مصباح المتہجد،ص ۴۱۶۔۴۰۵
۴۱۔ کفعمی ،البلدالامین،ص ۲۹۹۔۲۸۸
۴۲۔ کفعمی ،المصباح،ص ۷۹۷۔۷۸۱
۴۳۔مجلسی،زادالمعاد،ص ۱۰۳۔۹۲
۴۴۔مجلسی،بحارالانوار،ج ۹۵،ص ۸۲
۴۵۔قمی،مفاتیح الجنان،ص ۳۵۸۔۳۳۴
۴۶۔خزائلی،(متن،شرح وتفسیر دعای ابوحمزہ ثمالی)،۱۳۸۷ش،ص ۲۶

۴۷۔خزائلی، (متن، شرح وتفسیر دعای ابوحمزہ ثمالی)، ۱۳۸۷ش، ص۲۶
۴۸۔دائرۃ المعارف تشیع، ج۷، ص۵۲۱
۴۹۔آقابزرگ تہرانی، الذریعہ، ج۱۳، ص۲۴۷
۵۰۔شرح جنود جہل وعقل، ص۱۴۶
۵۱۔قمی، مفاتیح الجنان، ص۳۶۳
۵۲۔خوئی، معجم رجال الحدیث، ج۳، ص۳۲۰و۳۳۰
۵۳۔جعفری، نیایش امام حسین در عرفات، ص۲۹
۵۴۔طوسی، تہذیب الاحکام، ۱۴۰۷ق، ج۳، ص۱۰۲و۱۰۳
۵۵۔کلینی، الکافی، ۱۴۰۷ق، ج۴، ص۱۶۲، ح۴۲
۵۶۔ابن مشہدی، المزار الکبیر، ۱۴۱۹ق، ص۶۱۲
۵۷۔کفعمی، المصباح، ۱۴۰۵ق، ص۵۸۶
۵۸۔سید بن طاؤس، اقبال الاعمال، ۱۴۱۹ق، ج۱، ص۸۵
۵۹۔بنویدی، ''کاوشی در دعای فرج (الہی عظم البلاء)''، ص۹۶
۶۰۔ساجدی وعلیانسب، ''سازگاری محتوای دعای فرج (عظم البلاء) با مبانی توحیدی''، ص۳۷
۶۱۔ابن مشہدی، المزار الکبیر، ۱۴۱۹ق، ص۵۹۰
۶۲۔سید بن طاؤس، جمال الاسبوع، دار الرضی، ص۲۸۰۔۲۸۱
۶۳۔شہید اول، المزار، انتشارات مدرسہ امام مہدی، ج۱، ص۲۱۰
۶۴۔کفعمی، مصباح کفعمی، ۱۴۰۳ق، ص۱۷۶
۶۵۔حر عاملی، وسائل الشیعہ، ۱۴۰۹ق، ج۸، ص۱۸۵
۶۶۔حر عاملی، وسائل الشیعہ، ۱۴۰۹ق، ج۸، ص۱۸۵
۶۷۔ابن مشہدی، المزار الکبیر، ۱۴۱۹ق، ص۵۹۰
۶۸۔مفاتیح الجنان، باب اول (ادعیہ)، ص۱۹۲۔ باب زیارات، زیارت صاحب الامر، ص۸۷۸
۶۹۔''دعای فرج، دوای ہمہ دردہا: گفتارہایی از آیت اللہ العظمی بہجت''، مجلہ موعود

❁❁❁❁❁